مسرت یاسمین

سفیرِ ہند انیسویں صدی کا ایک اہم اخبار

The subject news paper was an important weekly paper of 19th century. It started from Amritsir in 1874 under the editor ship of Padri Rajab Ali, who was impressed with Tahzeeb-ul- Ikhlaq of Sir Sayed Ahmed Khan. This was a liberal paper but some times it inclined towards Christianity. It contained articles on social problems, Agriculture, Healthcare, Education and Social welfare. The news paper started publishing the letters to the editor on multiple issues by common people. It can also be classified as one of the pioneer paper which started promotion of Urdu literature.

اُردو صحافت کا میدان بہت وسیع ہے۔اس میں مختلف قسم کے روزانہ، ہفتہ وار، عشرہ وار اور ماہانہ کے علاوہ تعلیمی، زراعتی، طبی اور قانونی یعنی کہ پیشہ ورانہ اخبارات اور رسائل و جرائد شامل ہوتے ہیں۔صحافت کے شعبے نے ہر دور اور عہد میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں اور اس کا ملکی حالات اور سیاست پر ہمیشہ گہرا اثر رہا ہے۔مختلف اخبارات و رسائل بند ہو جانے کے باوجود بھی اپنے دور رس اثرات چھوڑ جاتے ہیں۔برصغیر میں سب سے پہلا اردو اخبار ۲۷ مارچ ۱۸۲۲ء کو جام جہاں نما کے نام سے شائع ہوا تھا۔اِس کا ایک تہائی اُردو میں اور دو تہائی حصہ فارسی میں کچھ عرصہ تک نکلا، اِس طرح اِس اخبار سے اُردو اور فارسی ذوق رکھنے والے دونوں قسم کے قارئین کی تسکین ہوتی تھی اور یہی اِس اخبار کی غرض تھی۔مولانا امداد صابری لکھتے ہیں:

> ۲۷ مارچ ۱۸۲۲ء کو یہ اخبار ''جام جہاں نما'' شائع ہوا یہ اُردو زبان میں تھا لیکن بہت تھوڑے دن تک چل سکا۔
> ۸ مئی ۱۸۲۲ء کے کلکتہ جرنل میں اعلان کیا گیا تھا کہ جس ہندوستانی اخبار کے چھ شمارے چھپ چکے ہیں اس کی زبان میں عنقریب ایک اہم تبدیلی ہونے والی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۶ مئی ۱۸۲۲ء سے اِس اخبار کی زبان فارسی ہوگئی تھی اور اسی وقت سے اس اخبار پر نمبر شمار و نمبر جلد ڈالا جانا شروع ہوا۔[1]

برصغیر کا دوسرا اور شمالی ہند کا پہلا اُردو اخبار ''دہلی اخبار'' تھا۔اِس اخبار کا اجراء ۱۸۳۶ء میں ہوا تھا[2] بعد میں اِس کا نام بدل کر دہلی اخبار کی بجائے ''دہلی اُردو اخبار'' رکھ دیا گیا تھا۔[3]

اِن اخبارات کے بعد فوائد الناظرین، قران السعدین، نور الاخبار، مالوہ اخبار، کوہ نور لاہور، چشمہ فیض سیالکوٹ، مظہر اخبار مدراس، کشف الاخبار بمبئی، طلسم لکھنو اور سحر سامری لکھنو وغیرہ ۱۸۵۷ء سے پہلے کے قابل ذکر اخباروں کے نام ہیں۔ ۱۸۵۷ء تک ہندوستان میں اردو زبان میں نکلنے والے اخبارات کی مجموعی تعداد ۱۱۸ تھی۔[4] ۱۸۵۷ء کے بعد کے اخبارات میں اودھ اخبار لکھنو، شمس الاخبار مدراس، قاسم الاخبار بنگلور، اخبار عالم میرٹھ، لارنس گزٹ میرٹھ، پنجابی اخبار لاہور، اکمل اخبار دہلی، اخبار سائنٹیفک سوسائٹی علی گڑھ، آگرہ اخبار انجمن پنجاب لاہور، اخبار عام لاہور، خیر خواہ عالم دہلی، ناصر الاخبار دہلی، ریاض الاخبار خیر آباد، مراۃ ہند لکھنو، سفیر ہند امرتسر اور رفیق ہند لاہور شامل ہیں۔

Scanned by CamScanner

ہفتہ وار اخبار ''سفیر ہند'' امرتسر سے شائع ہوتا تھا اس اخبار کے متعلق محققین خاموش ہیں حالانکہ یہ اخبار اپنی نوعیت کا اہم اخبار تھا۔ مولانا امداد صابری جنہوں نے صحافت کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جیسے ''اُردو کے اخبار نویس''، ''تاریخ صحافت اُردو''، ''روح صحافت''، ''تاریخ صحافت اُردو'' وغیرہ ان کتابوں میں مولانا امداد صابری نے نہ تو ''سفیر ہند'' کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی سفیر ہند کے اڈیٹر پادری رجب علی کا۔ البتہ ''روح صحافت'' میں سفیر ہند کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

''سرکاری طبقے کے علاوہ اخبارات کی اعانت ریاستوں کے نواب اور راجہ لوگ بھی کرتے تھے۔ اگر سرکار یا کوئی نواب اخبار کی مدد کرنا بند کر دیتا تھا تو اس کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی اور اُن کی اس بے توجہی کو بُرا سمجھا جاتا تھا اور اخبارات میں اُس کی اشاعت بھی کی جاتی تھی۔ چنانچہ جب نواب ٹونک نے کچھ اخبارات کو لینا بند کر دیا تو یہ خبر اخباروں کے نام کے ساتھ ناصر الاخبار دہلی کے ۱۱ فروری ۱۸۷۶ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔

''یکم جنوری سے صاحبزادہ محمد عبداللہ خاں صاحب سابق نائب ریاست نے مفصلہ ذیل اخبارات کا لینا بند کر دیا۔ قاسم الاخبار، شمس الاخبار مدراس، میسور اخبار، طلسم حیرت، انوار الاخبار، انجمن اخبار، مظہر الاخبار، عربی اخبار لاہور، گوجرانوالہ پنجاب، میو سموریل، اخبار لاخبار، اشرف الاخبار، چراغ راجستھا، افتخار الاخبار، سفیر ہند، ضمیمہ خیر خواہ عالم، ضمیمہ ناصر الاسلام۔

مفرح القلوب، شعلہ طور کانپور، محافظ بنگلور، میور گزٹ جلوہ طور، جریدہ روزگار مدراس، رہبر ہند، ہندو باندھو اُردو اخبار، اختر ہند''۵

''سفیر ہند'' کے اس ذکر کے علاوہ امداد صابری نے اور کہیں اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ اسی طرح ''اُردو صحافت کی ایک نادر تاریخ'' بھی اس اخبار کے متعلق بالکل خاموش ہے اور اس اخبار کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ سفیر ہند کا ۱۸۷۴ء میں اجراء ہوا تھا۔ اس اخبار کے ایڈیٹر پادری رجب علی تھے۔ یہ ہفتہ وار اخبار امرتسر پنجاب سے شائع ہوتا تھا۔

ملاحظہ ہو ۱۸۸۰ء کے اخبار کا پہلا صفحہ

اخبار

سفیر ہند

۱۸۸۰ء مسیحی کی بابت

حسین واقعات عبرت خیز اور امور رفاہ عام اور ملکی معاملات پر بحث کے علاوہ عام رائے کے بموجب مضامین تہذیب اور حسن معاشرت اور علوم جدیدہ وغیرہ مختلف کتابوں پر ریویو ہے۔

مطبوعہ سفیر ہند پریس امرتسر پادری رجب علی صاحب پروپرائیٹر و ایڈیٹر''۶

یہ اخبار اشتہارات، مراسلات، مختلف واقعات، روائداد جلسہ کے علاوہ تعلیمی میدان میں ہونے والی پیشرفت پر بھی قلم اٹھاتا تھا اور تعلیمی اعانت کے لیے عوام الناس کو تحریک مہیا کرتا تھا۔ اس اخبار میں سب سے زیادہ جلسوں کی کاروائیاں شہ سرخیوں میں نظر آتی ہیں۔ سفیر ہند کا عیسائی مذہب کی طرف رجحان زیادہ تھا ملاحظہ ہو اس کا ایک کالم جس کا عنوان ہے

جالندھر ہندو سکول

''ہم کئی بار اس امر کو ظاہر کر چکے ہیں کہ جالندھر میں چند شخصوں نے سکول مذکور جاری کیا ہے۔ جس میں انگریزی فارسی اُردو کی تعلیم ہوتی ہے۔ وہاں قدیم سے ایک مشن سکول بھی ہے۔ جس کے پرنسپل ایک بڑے

Scanned by CamScanner

لائق اور مدّبر اور عالم شخص ہیں۔ ہم نے اس پر یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ان دونوں سکولوں کے پرنسپل اور بانی باہم مل کر اس عمدہ کام کو انجام دیں تو نہایت اچھے نتیجوں کے نکلنے کی امید ہے مگر افسوس ہے کہ ہماری رائے کسی فریق نے قبول نہ فرمائی حالانکہ عدم تعاون سے دونوں فریق کا کچھ نہ کچھ نقصان ہے یہ مسلمہ اور سچی ماہیت باطل نہیں ہوسکتی کہ جو کام باہمی اتفاق سے ایک خوبی کے ساتھ انجام کو پہنچتا ہے وہ الگ الگ فریق سے کبھی نہیں ہوسکتا، ہم نہیں سمجھتے اس میں بھید ہے تو کیا ہے۔

بہرحال جو کیفیت اندرون ہندو سکول کی ہے اُس کو ہمارا ایک نامہ نگار یوں لکھتا ہے کہ شہر کے رئیسوں نے اُس کی ترقی تعلیم دیکھ کر ماہواری زر چندہ دینے سے اعانت شروع کر دی ہے اور علاوہ اُن کے جن کے نام نامی ذیل لکھے جاتے ہیں اور کئی صاحب بھی مدد دینے والے ہیں۔ کارسپانڈنٹ اپنا یقین ظاہر کرتے ہیں کہ اب جناب ڈبلیو ڈبلیو الگزنڈر صاحب بہادر انسپکٹر مدارس اور جناب میجر ہالرائیڈ صاحب بہادر ڈائیریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب بھی اس سکول کی مدد کی طرف دلی توجہ فرمائیں گے''۔ ۷

مختلف واقعات کے سلسلہ میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

''انگلستان والے اُس روپیہ کی نسبت جو ہندوستان سے براہ راست مجروحان ٹرکی کے واسطے بھیجا گیا ہے شُبہ رکھتے ہیں کہ وہ مناسب طور پر خرچ نہیں کیا گیا۔'' ۸

سفیر ہند اخبار سنجیدہ اور متین اخبار تھا۔ حکومت کی پالیسیوں پر بھی تنقید کرتا تھا۔ پادری رجب علی، سر سید احمد خاں اور اُن کے اخبار تہذیب الاخلاق سے زیادہ متاثر تھے۔ اس لیے ان کے اخبار میں لبرازم تھی۔ عیسائی مذہب کے ہونے کے ناطے عیسائیت کی طرف رجحان اِس اخبار کا زیادہ تھا۔ عیسائیوں کی ترقی کا علمبردار تھا۔ ملکی مسائل میں بھی گہری دلچسپی رکھتا تھا۔ زراعت اور طب سے بھی آگاہ کرتا تھا۔ ہندوستان میں تعلیم کی اشاعت اور سماجی بہبود کے کاموں کی بڑھ چڑھ کر حمایت کرتا تھا۔ سفیر ہند کی کوششوں سے فلاح و بہبود کے بے شمار کام ہوئے۔ اس میں اشتہارات بھی دیے جاتے تھے، اس اخبار میں ادبیت اور اخباریت دونوں ہیں۔ اس نے اپنے پڑھنے والوں میں اخبار نویسی کا ذوق پیدا کیا۔ اس نے قارئین کی توجہ حاصل کرنے کے لیے سنسنی خیزیت کا سہارا نہیں لیا بلکہ عوامی مفاد کی خبریں اور دلچسپ، مفید مضامین کے ساتھ ساتھ لطیفے اور چٹکلے شائع کیے۔ ان اوصاف کی بنا پر اس اخبار کی اپنی ایک اہمیت ہے۔

سفیر ہند اخبار درج ذیل ذرائع سے خبریں حاصل کرتا تھا۔

۱۔ بیرونی ممالک سے آنے والے برقی تار۔

۲۔ اندرون ملک اور بیرون ملک اخبار کے اپنے نامہ نگار۔

۳۔ اُردو، انگریزی، فارسی، عربی، ترکی اور دیگر زبانوں کے اخبارات۔

۴۔ حکومت کے جاری کردہ اعلانات اور نوٹیفکیشن۔

سفیر ہند اپنے گردوپیش کے ماحول پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ روم اور روس کے حملہ آور ہونے کے متعلق اداریے میں لکھتا ہے:

روم اور روس کے معاملہ میں وہ وحشت ناک افواہیں کہ گویا یہ دونوں سلطنتیں انگلستان پر حملہ آوری کی طیاریاں کر رہی ہیں ہندوستان میں کچھ بُرا اثر پیدا نہیں کرتیں کیونکہ ہندوستان کے باشندے بار بار اور پورا تجربہ رکھتے ہیں کہ روس خواہ کیسا ہی وحشی صفت کیوں نہ ہو مگر انگلستان کے جاہ وحشم کا پاسنگ بھی نہیں۔ ۹

اس اخبار میں مسلمان، ہندوؤں اور عیسائیوں کی خبریں دی جاتی تھیں لیکن عیسائیوں کی خبریں زیادہ ہوتی تھیں۔ کیونکہ اس اخبار کا رجحان عیسائی مذہب کی طرف زیادہ تھا۔ ۴ مارچ ۱۸۷۸ء کے اخبار میں ''دیسی عیسائیوں کی دینی اور دنیوی ترقی کے

Scanned by CamScanner

وسائل'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

آلہ آباد امریکن پرسبٹیرین کلیسا کی سالانہ کانفرنس میں جناب خان بہادر مولوی سید صفدر علی صاحب مسیحی المذہب ضلع ساگر ممالک متوسط ہند کے اکسٹرا اسسٹنٹ کی تصنیف سے ایک درس دیا گیا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔۔۔ ہم کو یقین نہیں کہ کوئی ادنی سمجھ رکھنے والا آدمی بھی اس سے انکار کرے کہ انسان علم کے ذریعہ سے ہر ایک کام کو جو کرنا چاہے بڑی خوبصورتی سے نہ کر سکے۔ چنانچہ ہمارا دعوٰی یورپ کی قوموں سے دُنیا کی اور قومون کے ساتھ مقابلہ کرنے سے پایۂ صداقت کو پہنچ چکا ہے۔۔۔ ہمدردی کی آواز تک اُن کے کانون مین نہین پہنچی۔ بعضون کا تو یہان تک حال ہے کہ چار حرف ٹوٹی پھوٹی انگریزی کے پڑھ کر نبیون کی طرح پیشن گوئیان کرتے ہین۔ اور اب تک نہین سمجھتے کہ ایک وجود عظمٰی ہے جس کے ہاتھ سب کی ڈوری ہے۔ فی الجملہ ہم کہان تک اِس قوم کی تباہیون کا حال بیان کرین۔ خُدا اپنا رحم کرے اور اِن مین کوی دلسوز مُعلم اور روحانی اتالیق پیدا کرے جس کی تعلیم پر ان کا عمل درآمد ہو اور یہہ بہت بڑا لقب عیسائی کا موزون ہو۔[10]

خبریں مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت دی جاتی تھیں۔ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو اخبار کا صفحہ نمبر ۴۹:

۱۸۷۸ء کے اخبار سفیر ہند کے پہلے صفحے پر اشتہارات، دیے جاتے تھے اور دوسرے صفحے پر بھی پہلے کالم میں اشتہار اور اعلان دیے جاتے تھے۔ دوسرے صفحے کے دوسرے کالم میں ایڈیٹوریل ہوتے تھے۔ اس کے ہر صفحہ پر تین کالم ہوتے تھے۔ ملاحظہ ہو دوسرا کالم۔ دوسرے کالم میں سب سے اُوپر لکھا گیا ہے۔

اخبار سفیر ہند
دیسی اخبار اور ٹلج صاحب
اور سر ولیم میور صاحب
کے سی ایس آئی [11]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۱۸۸۰ء میں یہ ترتیب بدل دی گئی تھی۔ ۱۸۸۰ کے اخبار کے پہلے صفحے کے ایک کالم میں فہرست مضامین ہے۔ اگلے صفحہ پر ۱۸۸۰ء کے مذکورہ اخبار کا عکس صفحہ نمبر ۱۲۹ پر ملاحظہ ہو۔

فہرست مضامین میں کہیں تار برقیاں، ہوتیں اور کہیں نہیں ہوتی تھیں۔
اور اُسی صفحہ کے دوسرے کالم میں اڈیٹوریل ہیں، اخبار کے بعض اداریے دو دو تین صفحوں کے ہوتے تھے۔ اداریے کا موضوع زیادہ تر رعایا اور حکومت ہوتا تھا یا یوں کہہ لیجیے کہ سیاسی ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو ایک اداریہ:

اہل ہند آج کس ہوا میں ہیں؟

آزادی (بظاہر دُشمنِ انسان اور بباطن اصلی زندگی انسان) کی نسبت آج زمانہ کا کیا حال ہے۔؟ اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ پوری آزادی ہنوز معدوم ہے۔ ہان البتہ اگر ہمارے اہلِ وطن باہم کامل اتفاق رکھین تو گورنمنٹ وقت (بشرط معقول) ہماری التماسون پر توجہ کر سکتی ہے۔ خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے، کہ اب وہ تارکی کا وقت اور اندھا دُھند کا عہد نہین کہ جب ہماری اُجڑی نگری دہلی کے اخیر چغتائی بادشاہ سراج الدّین ظفر نے راجہ رام موھن رائے (براہم وہرم کے بانی مبانی) کو اپنا وکیل کر کے ولایت انگلستان بھیجا تھا۔ تو پارلیمینٹ نے اُس ممتاز نیٹو جنٹلمین گویا افتخار ہند کو اس بنا پر قبول نہ کی تھا کہ ان کو اُسوقت کے گورنر جنرل نے رمیند نہین کیا

Scanned by CamScanner

تہا۔ اب یہہ یہی غنیمت ہے کہ ہمارے ممتاز ویسیون کو (گو پولٹیکل معاملات مین نہ سہی) کونسل گورنر جنرل ہند صیغۂ واضع آئین وقوانین مین تو دخل ملتا ہے۔ اسی بنا پر ہمارا سفیر پارلیمینٹ مین جا سکتا ہے اور ملکی ضرورتون کو مستحسن طور پر وہان پیش کر سکتا ہے جس کے عُمدہ نتیجہ کی ہمکو کامل امید ہے۔

ہندوستان مین ہماری قیصر ہند کی علمداری کو ڈیڑھ سو برس کا زمانہ گزر رہا ہے لیکن کون ثابت کر سکتا ہے کہ ہمارے اہلِ وطن کی دوراندیشیوں اور انہی کی سعی اور کوششوں کی بدولت کوئی ایسا کام ظہور میں آیا ہو جس سے اہل ہند کے ہر متنفس کی کامل بہتری ہوئی ہو۔ اس میں شک نہیں کہ اندنوں میں کچھ ایسی صورتیں نظر پڑتی ہیں کہ جن سے بلا امتیاز مذہب اور ملت کے تمام اہالیانِ ہند کی کامل بہتری ہو۔ اُن صورتون مین سے یہ ایسی عمدہ صورت ہے کہ جو ایسی عمدہ صورت ڈیڑھ سو برس کے عرصہ مین کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئی تھی اور وہ یہ کہ کلکتہ کی ممتاز اور عالی خیال انڈین ایسوسی ایشن نے یہ تجویز نکالی ہے کہ ایک تجہبدار اور تجربہ کار سفیر کے ذریعہ سے ہماری مملکتِ ہندوستان کے تمام صوبون کے اعلی مطالب کو جن کا اثر ہندوستان کے ہر ایک درجہ اور ہر صنف کے باشندہ مین سرائیت کرتا ہے پارلیمنٹ مین پیش ہون اور چونکہ اب پارلیمنٹ کے اعلی ممبرون مین سے اکثر ایسے ممبر ہین کہ وہ دل وجان سے ہندوستان کی بہتری چاہتے ہین اس نظر سے بہت کچھ کامیابی یا نظر بحالاتِ موجودہ یون ہی کہین تو کچھ بیجا نہین کہ پوری کامیابی کی امید ہے۔

ہم نے سُنا ہے کہ اس بے عدیل کام کے لیے لاہور مین بعض ممتاز اور معاملہ رس لوگ جیسے کہ پنڈت سورج قل صاحب بیرسٹریٹ لاء اور بابو کالی پور سوا صاحب وکیل؛ پنجاب چیف کورٹ اور محمد برکت علیخان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ وغیرہ سعی کر رہے ہیں۔

''اور جب حال یہ ہے تو اس سفارت کے استحکام اور قیام میں دونوں (رعایا اور والیان ملک) کو اپنی اغراض اور اپنے مطالب میں اتحاد اور یکجہتی کی تصور باندھ کر کھڑی کر دینی چاہیے۔ مُبادا صرف رعایا ہی اپنے مطالب اور اغراض کو پیش کر کے والیان ملک کی ریاست مین گولہ اندازی کریں اور رئیس اکثر بے ملک رئیسوں کی مانند مُنہ ہی کہتے رہ جائیں۔ ہم کو کامل یقین ہے کہ ہمارے والیان ملک مُہذب ملکوں کے والیان ملک کی مانند اپنے خیالوں مین وسعت کو دخل دیں گے اور ایسا ہی ہمارے مُقربان خاص الخاصِ والیان مُملک ذرا سوچین گے اور ذرا سمجھیں گے۔''

''ہم ایک اور امر بھی پیش کر دینا چاہتے ہیں تسلیم کا خلعت اُس کو نصیب ہو یا نہ ہو (کیونکہ وہ ہمارے ناظرین کے ہی دل کی حالت پر موقوف ہے)۔ اور وہ یہ کہ اب رعایا کے نزدیک ہر دل عزیز ہونیکے نسخہ اکسیر کا گر ہونا کام ہے رُعب داب (جسکے معنی بیان ظلم اور سنگدلی کے ہین) کی کاتہہ کی ہنڈیا کبتک چڑہتی رہیگی ۔۱۲

سفیر ہند اخبار آٹھ صفحات پر مشتمل تھا اور ۱۲ x ۹ کی تقطیع پر چھپتا تھا۔ اس کے پہلے صفحہ پر قیمت یوں درج کی جاتی تھی شہر والوں سے سالانہ قیمت پیشگی ی اور بیرونجات سے معہ محصول ایضاً ی

اس کے پہلے تین کالم ہوتے تھے لیکن بعد میں دو کالم کر دیے گئے۔ اداریے ملکی معاملات و امور پر ہوتے تھے اور کبھی کبھی کتاب پر ری ویو وغیرہ بھی اداراتی صفحے پر دے دیا جاتا تھا۔ مثلاً دیکھئے ری ویو کتاب نیرنگ خیال۔

ری ویو

کتاب نیرنگ خیال

مصنفہ مولوی محمد حسین صاحب پروفیسر عربی

Scanned by CamScanner

یونیورسٹی کالج لاہور پنجاب پر
مرقومہ مولوی محمد ذکاءاللہ صاحب پروفیسر میور سنٹرل کالج الہ آباد۔ [13]

اس اخبار کی خبریں مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت دی جاتی تھیں۔

۱۔ ایڈیٹوریل (۲) مراسلات (۳) مختلف معاملات

۴۔ تار برقیاں (۵) لوکل اخبارات (۶) اشتہارات

فہرست مضامین جو اخبار کے صفحہ اوّل پر پہلے کالم میں دی گئی تھی وہ صرف نمبر اوّل بابت ۱۸۸۰ء امرتسر روز شنبہ سیوم جنوری ۱۸۸۰ء سے لے کر نمبر ۳۳ بابت ۱۸۸۰ء امرتسر روز شنبہ چہاردہم اگست ۱۸۸۰ء تک ہے

اِس سے پہلے اور بعد کے سنہ کے اخباروں میں گو ان عنوانات سے خبریں چھپی ہیں لیکن فہرست مضامین نہیں دی گئی ہے اور نہ ہی یہ ترتیب ملحوظ خاطر رکھی گئی ہے۔

اِس اخبار میں املاء کی غلطیاں ہوتی تھیں مثلاً بھی کو بہی لکھا ہوا ہے۔ میں کو مین یعنی جہاں غنہ ہونا چاہیئے وہاں اخبار میں نکتہ ڈالا ہوا ہے۔ مثلاً کاٹون، ہون، ہزارون، پردون، ہین، نہین وغیرہ۔ اِسی طرح لکھتا ہے اور رکھتا ہے کو لکھا ہے لکہتا ہے رکہتا ہے۔ گھر کو گہر، بھاگ کو بہاگ پڑھ کو پڑہ ٹھیک ٹھیک کو ٹہیک ٹہیک، چھ کو چہہ وغیرہ لکھا گیا ہے۔

مراسلات کے عنوان سے مختلف لوگوں کے مراسلات، گلے شکوے سے بھرے شکریہ عنایات، مختلف کتابوں رسالوں اور اخباروں پر تبصرے، ریمارک وغیرہ دیے جاتے تھے۔ مثلاً محمد حسین آزاد کی طرف سے ''شکریہ عنایات'' کے عنوان سے ایک خط اخبار سفیر ہند نے شائع کیا ہے۔ [14] یہ اِنہوں نے اپنی کتاب آبِ حیات پر لوگوں کے خطوط کے جواب میں لکھا ہوا ہے۔ اِسی طرح محمد حسین صاحب لاہوری اور مولوی محمد ممتاز علی صاحب کے مراسلات ہیں جس میں محمد حسین صاحب لاہوری نے ممتاز علی سے ایک استدعا کی تھی کہ وہ ان کے ساتھ ایک جلسے میں گفتگو کریں۔ [15]

اِس طرح اخبار سے بہُت سے ممتاز لوگوں کے متعلق آگاہی ہوتی ہے۔ اگر یہ اخبار نہ ہوتا تو ہم بہُت ساری دستاویز سے جو ہمیں اِس اخبار کے ذریعے مہیا ہوئی ہیں محروم رہتے۔

حواشی/حوالے

۱۔ امداد صابری، تاریخ صحافت اُردو، جلد اوّل، دہلی، ۱۹۵۳ء، ص ۶۱

۲۔ امداد صابری، ''اُردو کے اخبار نویس'' جلد اوّل، صابری اکیڈمی چوڑیاں والان دہلی، ۱۹۷۳ء ص ۱۴۷

۳۔ محمد عتیق صدیقی، ہندوستانی اخبار نویسی، مئی ۱۸۴۰ء ص ۲۹۹

۴۔ طاہر مسعود ''اُردو صحافت کی نادر تاریخ'' مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۵

۵۔ امداد صابری، روح صحافت، اُردو بازار دہلی ۱۹۶۸ء ص ۲۷۔۲۸

۶۔ رجب علی، پادری، سفیر ہند، پریس امرتسر، ۱۸۸۰ء، ص ۱

۷۔ رجب علی، پادری، سفیر ہند، پریس امرتسر، ۱۸۷۸ء، ص ۹۸

۸۔ ایضاً ص ۱۰۳

۹۔ ایضاً ص ۱۴۶

Scanned by CamScanner

۱۰۔ رجب علی، پادری، سفیر ہند، پریس امرتسر، ۱۸۷۸ء، ص ۱۴۷

۱۱۔ ایضاً ص ۱۷۸

۱۲۔ رجب علی، پادری، سفیر ہند، پریس امرتسر، ۱۸۸۰ء، ص ۱۲۹

۱۳۔ ایضاً ص ۹۸

۱۴۔ سفیر ہند مطبوعہ ۱۶ فروری ۱۸۸۱ء نمبر ۷ جلد ہشتم ص ۸۷

۱۵۔ ضمیمہ اخبار سفیر ہند امرتسر مطبوعہ بست و دوم نومبر ۱۸۷۹ء ص ۷۵۱

Scanned by CamScanner